پاکی اور صفائی

تقریباً دو سال پہلے میں برطانیہ کے ایک سفر کے دوران برمنگھم سے ٹرین کے ذریعے ایڈنبرا جارہا تھا، راستے میں مجھے غسل خانہ استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئی، میں اپنی سیٹ سے اٹھ کر غسل خانے کی طرف چلا تو دیکھا کہ وہاں ایک انگریز خاتون پہلے سے انتظار میں کھڑی ہیں جس سے اندازہ ہوا کہ غسل خانہ خالی نہیں ہے، چنانچہ میں ایک قریبی سیٹ پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا، جب کچھ دیر گذر گئی تو اچانک غسل خانے کے دروازے پر میری نگاہ پڑی، وہاں Vacant کی تختی صاف نظر آرہی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ غسل خانہ خالی ہے، اور اسمیں کوئی نہیں ہے، اس کے باوجود وہ خاتون بدستور دروازے کے سامنے کھڑی ہوئی تھیں، اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ شاید ان کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، میں نے قریب جا کر ان سے کہا کہ غسل خانہ تو خالی ہے، اگر آپ اندر جانا چاہیں تو چلی جائیں، انہوں نے جواب دیا کہ دراصل غسل خانے کے اندر میں ہی تھی، لیکن جب میں پیشاب سے فارغ ہوئی تو ریل پلیٹ فارم پر رک گئی، اور میں کموڈ کو فلش نہیں کر سکی، (یعنی اس پر پانی نہیں بہا سکی)، کیونکہ جب گاڑی پلیٹ فارم پر کھڑی ہو تو فلش کرنا مناسب نہیں، اب میں باہر آ کر اس انتظار میں ہوں کہ گاڑی چلے تو میں اندر جا کر کموڈ کو فلش کروں، پھر اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھونگی۔

یہ بظاہر ایک چھوٹا سا معمولی واقعہ تھا، لیکن میرے ذہن پر ایک نقش چھوڑ گیا، یہ

ایک انگریز خاتون تھیں، اور بظاہر غیر مسلم، لیکن انہوں نے جو طرزِ عمل اختیار کیا، وہ دراصل اسلام کی تعلیم تھی، مجھے یاد ہے کہ میرے بچپن میں ایک صاحب سے ایک مرتبہ یہ غلطی سرزد ہوئی کہ وہ غسل خانہ استعمال کرنے کے بعد اسے فلش کئے بغیر باہر آ گئے تو میرے والدِ ماجد (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) نے اس پر انہیں سخت تنبیہ کی، اور فرمایا کہ ایسا کرنا اسلامی تعلیمات کے مطابق سخت گناہ ہے، کیونکہ اس طرح گندگی پھیلانے سے آنے والے شخص کو تکلیف ہوگی، اور کسی بھی شخص کو تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔

دوسری طرف جب گاڑی پلیٹ فارم پر کھڑی ہو تو اس وقت غسل خانے کا استعمال یا اسے فلش کرنا ریلوے کے قواعد کے تحت اس لئے منع ہے کہ اس کے نتیجے میں ریلوے اسٹیشن کی فضا خراب ہوتی ہے، اور پلیٹ فارم پر موجود لوگوں کو ریلوے لائن پر پڑی ہوئی گندگی سے ذہنی کوفت بھی ہوتی ہے، اور وہ گندگی بیماریاں پھیلنے کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے، اس خاتون نے بیک وقت دونوں باتوں کا خیال کیا، ٹرین کے کھڑے ہونے کی حالت میں پانی بہانا بھی گوارا نہ کیا، اور پانی بہائے بغیر سیٹ پر آ کر بیٹھنا بھی پسند نہیں کیا، تاکہ کوئی شخص اس حالت میں جا کر تکلیف نہ اٹھائے۔

ہم مسلمان ہیں، اور ہماری ہر دینی تعلیم کا آغاز ہی طہارت سے ہوتا ہے، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ایمان کا آدھا حصہ'' قرار دیا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی باریک بینی سے ہر اس کام سے منع فرمایا ہے جو ناحق کسی دوسرے کی تکلیف کا باعث ہو، لیکن یہ بات کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ ہمارے مشترک غسل خانے، خواہ وہ ریل میں ہوں یا جہاز میں، بازار میں ہوں یا مسجدوں میں، تعلیم گاہوں میں ہوں یا شفا خانوں میں، ہر جگہ عموماً گندگی کے ایسے مراکز بنے ہوئے ہیں کہ ان کے قریب سے گذرنا مشکل ہوتا ہے، اور جب تک کوئی بپتا ہی نہ پڑ جائے، کسی سلیم الطبع شخص کے لئے ان کا استعمال ایک شدید آزمائش سے کم نہیں۔ اس صورتِ حال کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان معاملات میں

ہم نے دین کی تعلیمات کو بالکل نظر انداز کیا ہوا ہے، اور مشترک استعمال کے مقامات پر گندگی پھیلانے کے بعد ہمیں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ہم اذیت رسانی کے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں، جس کا ہمیں جواب دینا پڑیگا۔

ہمارے ملک میں بھی ریلوں کے ہر غسل خانے میں یہ ہدایت درج ہے کہ جب تک گاڑی کسی اسٹیشن پر کھڑی ہو، بیت الخلا استعمال نہ کیا جائے، لیکن عملاً صورتِ حال یہ ہے کہ کوئی اسٹیشن مشکل ہی سے ایسا ہوگا جس کی ریلوے لائن پر اس ہدایت کی خلاف ورزی کے مکروہ مناظر نظر نہ آتے ہوں، اسی طرح ہوائی جہازوں کے ہر غسل خانے میں یہ ہدایت درج ہوتی ہے کہ بیت الخلا میں کوئی ٹھوس چیز نہ پھینکی جائے، نیز یہ کہ منہ ہاتھ دھونے کے لئے جو بیسن لگا ہوتا ہے اسے استعمال کرنے کے بعد آنے والے مسافر کی سہولت کے لئے اسے کاغذ کے تولیہ سے صاف کردیا جائے، لیکن ان ہدایات پر بھی کماحقہٗ عمل نہیں کیا جاتا، چنانچہ ہمارے ہوائی جہازوں کے غسل خانے بھی اب ہمارے مجموعی قومی مزاج کی نہایت بھدی تصویر پیش کرتے ہیں، حالانکہ اگر ان ہدایات پر عمل کرکے ہم دوسروں کے لئے راحت کا سامان کریں تو یہ محض ایک شائستگی کی بات ہی نہیں ہے بلکہ یقیناً اجر و ثواب کا کام ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ایک ارشاد اتنا مشہور ہے کہ بہت سے مسلمانوں کو معلوم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ,,ایمان کے ستر سے بھی زیادہ شعبے ہیں، اور ان میں سے ادنیٰ ترین شعبہ یہ ہے کہ راستے سے گندگی یا تکلیف دہ چیز کو دور کردیا جائے،،۔ اس ارشاد نبوی ﷺ کی روشنی میں مؤمن کا کام تو یہ ہے کہ اگر کسی دوسرے شخص نے بھی کوئی گندگی پھیلادی ہے اور اندیشہ ہے کہ لوگوں کو اس سے تکلیف پہنچے گی، تو وہ خود اسے دور کردے، نہ یہ کہ خود گندگی پھیلاتا پھرے، اگر گندگی دور کرنا ایمان کا شعبہ ہے تو گندگی پھیلانا کس چیز کا شعبہ ہوگا؟ ظاہر ہے کہ بے ایمانی کا، یا کفر و فسق کا؟ لیکن ہم نے اپنے عمل سے کچھ

ایسا تأثر دے رکھا ہے کہ صفائی ستھرائی درحقیقت ہمارا نہیں، بلکہ غیر مسلم مغربی اقوام کا شیوہ ہے۔

یہاں مجھے پھر اپنے والدِ ماجد کا سنایا ہوا ایک لطیفہ یاد آ گیا، وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہندوستان میں ایک انگریز مسلمان ہوگیا، اور اس نے پانچوں وقت نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں آنا شروع کر دیا، جب کبھی اسے وضو خانے میں جانے کی ضرورت پیش آتی تو یہ دیکھ کر اسکا دل کڑھتا تھا کہ نالیوں میں گندگی پڑی رہتی ہے، کناروں پر کائی جمی رہتی ہے، نہ لوگ ان میں گندگی ڈالنے سے پرہیز کرتے ہیں نہ ان کی صفائی کا کوئی انتظام ہے، آخر ایک روز اس نے یہ طے کیا کہ اس مقدس عبادت گاہ کو صاف رکھنا چونکہ بڑے ثواب کا کام ہے، اس لئے وہ خود ہی یہ خدمت انجام دے گا، چنانچہ وہ کہیں سے جھاڑو وغیرہ لا کر اپنے ہاتھ سے اسے صاف کرنے لگا، معقول مسلمانوں نے تو یقیناً اس کے اس عمل کی قدر کی ہوگی، لیکن محلے کے ایک صاحب نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ,,یہ انگریز مسلمان تو ہوگیا، لیکن اس کے دماغ سے انگریزیت کی خو بو نہیں گئی،،۔

جن صاحب نے یہ افسوسناک تبصرہ کیا، انہوں نے تو کھل کر صریح لفظوں ہی میں یہ بات کہدی، لیکن اگر ہمارے مجموعی طرزِ عمل کا جائزہ لیا جائے تو محسوس یہ ہی ہوتا ہے کہ ہم نے صفائی ستھرائی کو ,,انگریزیت کی خو بو،، قرار دے رکھا ہے۔ اور شاید گندگی کو اپنی خُو بُو، حالانکہ اسلام نے، جس کے ہم نام لیوا ہیں، صفائی ستھرائی سے بھی بہت آگے بڑھ کر طہارت کا وہ تصور پیش کیا ہے جو ظاہری صفائی سے کہیں بلند و برتر ہے، اور جسم کے ساتھ ساتھ روح کی پاکیزگی کے وہ طریقے سکھاتا ہے جن سے بیشتر غیر اسلامی اقوام محروم ہیں، اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ جن مغربی اقوام کی ظاہری صفائی پسندی کا ذکر پیچھے آیا ہے، ان کا یہ ذوق صرف اس صفائی کی حد تک محدود ہے جو دوسرے کو نظر آئے، لیکن جہاں تک ذاتی اور اندرونی (Intrinsic) صفائی کا تعلق ہے، اس سے ان اقوام کی محرومی کا

تھوڑا سا اندازہ ان طریقوں کو دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے جو وہ بیت الخلا استعمال کرنے کے بعد اپنے جسم کی صفائی کے لئے اختیار کرتے ہیں، جب تک اس عمل کے بعد نہانا نہ ہو، جسم سے گندگی دور کرنے کے لئے پانی کے استعمال کا ان کے یہاں کوئی تصور نہیں، اس بات کا تو ان کے یہاں بڑا اہتمام ہے کہ غسل خانے کے فرش پر پاک پانی کی بھی کوئی چھینٹ پڑی نظر نہ آئے، لیکن جسم سے نجاست اور گندگی کو دور کرنے کے لئے صرف ٹائیلٹ پیپر کو کافی سمجھا جاتا ہے، حالانکہ پانی کے استعمال کے بغیر گندگی کا کلی ازالہ مشکل ہے، چنانچہ اگر گندگی کے کچھ چھوٹے اجزاء جسم یا کپڑے پر اس طرح باقی رہ جائیں کہ وہ نظر نہ آئیں تو ان کے ازالے کی اتنی فکر نہیں ہے۔ پھر اگر اس عمل کے بعد غسل بھی کرنا ہو تو عموماً اس کا طریقہ یہ ہے کہ ٹپ میں پانی جمع کر کے اسی حالت میں پانی کے اندر اس طرح داخل ہو جاتے ہیں کہ پانی کے اخراج کا کوئی راستہ نہیں ہوتا، اور نجاست کے باقی ماندہ چھوٹے اجزاء بعض اوقات پورے پانی کو ناپاک کر سکتے ہیں۔

یہ تمام طریقے اس لئے اختیار کئے گئے ہیں کہ سارا زور صرف اس ظاہری صفائی پر ہے جو دوسرے کو نظر آئے، ذاتی اور اندرونی صفائی جس کا نام "طہارت" ہے اسکا کوئی تصور نہیں، اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اسلام نے ہمیں ظاہری صفائی ستھرائی (نظافت) کے ساتھ ساتھ "طہارت" (پاکی) کے بھی مفصل احکام دیئے ہیں، اس لئے اسلام میں صفائی کا تصور کہیں زیادہ جامع، ہمہ گیر اور بلند و برتر ہے، اسلام کو "طہارت" بھی مطلوب ہے اور نظافت بھی، طہارت کا مقصد یہ ہے کہ انسان بذاتِ خود واقعی پاک صاف رہے، اور نظافت کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی گندگی سے دوسروں کیلئے تکلیف کا باعث نہ بنے۔

آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد نبوی اتنی زیادہ کشادہ نہیں تھی، عام طور سے صحابہ کرامؓ محنت پیشہ تھے، اور موٹے کپڑے پہنتے تھے، گرمی کے موسم میں جب پسینہ

آتا تو کپڑے پسینے سے تر ہو جاتے، اور جمعہ کے اجتماع میں اس پسینے کی وجہ سے بو پیدا ہو جانے کا اندیشہ تھا، اس لئے آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو تاکید فرمائی کہ جمعہ کے روز سب حضرات غسل کر کے، حتی الامکان صاف کپڑے پہن کر اور خوشبو لگا کر مسجد میں آیا کریں، اب ظاہر ہے کہ طہارت کا کم سے کم تقاضا تو اس طرح بھی پورا ہو سکتا تھا کہ لوگ وضو کر کے آجایا کریں، اور ان کے کپڑے ظاہری نجاست سے پاک ہوں، لیکن آنحضرت ﷺ نے اس پر اکتفا کرنے کے بجائے مذکورہ بالا احکام نظافت کی اہمیت کی وجہ سے عطا فرمائے، تاکہ کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنے، اس چھوٹی سی مثال ہی سے یہ بات واضح ہے کہ طہارت کے ساتھ ساتھ نظافت بھی اسلام میں مطلوب ہے، اور کوئی بھی ایسا اقدام جائز نہیں ہے جس کی وجہ سے ماحول میں گندگی پھیلتی ہو، یہ ہر شخص کی ایسی دینی ذمہ داری ہے جس کی ادائیگی کے لئے بنیادی ضرورت توجہ کی ہے، یہ توجہ پیدا ہو جائے تو دیکھتے ہی دیکھتے ماحول سدھر جاتا ہے۔

۲۶/ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ
۳/ اکتوبر ۱۹۹۴ء